ALHAMD ISLAMIKA
Volume 10 Issue 01
January - June 2023

اسلامی مالیات واقتصادیات پر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کی خدمات کا جائزہ۔ایک تحقیقی مطالعہ

Review of the Services of Council of Islamic Ideology Pakistan On Islamic Finance and Economics. A research study

Dr Sajjad Ahmed (sajjadamsc@gmail.com)
Assistant Professor, College education Department, Govt of Sindh.
Dr Afshan naz (https://orcid.org/0000-0002-7304-7374)
Associate Professor, College education Department, Govt of Sindh.
Dr Sibghat ullah
Associate Professor, College education Department, Govt of Sindh.

Abstract:

The word Al-Ijtih'ad (diligence) is derived from the root of "Jahad/Juhd" (effort) which means striving and hard work. Ijtihad is a tool of Islamic law which seeks to solve incipient problems or to determine the Shari'ah rulings in recently created circumstances and complications. It has guided through the Islamic Law in detail following the circumstances and events that human society will face, therefore, to solve issues, the reason is given an important role to make decisions. Thus using reason and authority is called "Ijtihad" in Shariah terms. Ijtihad is done by an individual and in Arabic, it is called "Al- Ijtihad Al Fardi". Collective Ijtihad which is called in Arabic "Al-Ijtihad Al-Jamaai".

Collective Ijtihad (Al-Ijtihad Al-Jamaai) versus individual Ijtihad (Al- Ijtihad Al Fardi) is a type of mutual consultation in which multiple jurists and scholars jointly consider the issue and reach a decision after debate and discussion. The core objective of collective Ijtihad in present times is to consult with the jurists and scholars of the Islamic world for the solution of issues of Shari'ah, to discuss collectively and to extent a concluding resolution with consent or widely held opinion.

The Council of Islamic Ideology (CII) Pakistan (1962) is state institution comprising eminent experts in Islamic law and western law. It is representing all schools of thought. The article dealt with the work, decisions and jurisprudence of the jurisprudential council (CII), which is closely interrelated to Islamic Economics and finance. He reveals that this intuition deals with financial, banking and economic problems.

Keywords: ijtihad, collective ijtihad, The Council of Islamic Ideology Pakistan (CII), Islamic economics, Islamic finance.

اجتماعی اجتہاد کے اداروں کا قیام

بیسویں صدی میں خصوصاً1950 کے بعد، ریاستی وملکی قوانین کو شریعت کے مطابق کرنے پر خصوصی توجہ مبذول کی گئی، کہہ سکتے ہیں کہ 20ویں صدی، فقہ اور اسلامک لاء کی حوالے سے قابل قدر ہے کہ مسلم ممالک اور امت مسلمہ کو قانونی واخلاقی جو مسائل پیش درپیش تھے، ان کا اسلامک لاء وشرعی حل تلاش کرنے کے لیے مشترکہ کوششوں کا آغاز ہوا۔ یہ تحریک ایک باقاعدہ نظام اور ضابطوں کے تحت اجتماعی مشاورت کے نظم کی متقاضی تھی، جسے آج کی علمی دنیا میں اجتماعی اجتہاد(Collective Ijtihad) سے پہچانا جاتا ہے۔ ہم اس کو ایک طرح یا ادارتی اجتہاد(Institutional Ijtihad) بھی کہہ سکتے ہیں۔

اجتماعی اجتہاد کی خوبی ہے کہ تمام فقہی مذاہب کے ساتھ ساتھ تمام فقہی ذخیرہ کو مشترک ورثہ سمجھا جاتا ہے، کسی ایک فقہی مذہب پر انحصار کرنے کی بجائے تمام فقہی ذخائر سے یکساں استفادہ کیا جاتا ہے اور وہ فقہی رائے یا فیصلہ اختیار کیا جاتا ہے جو قرآن وحدیث یعنی شرعی تعلیم کے موافق ہو اور مسلمانوں کے مصالح اور عصرِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ بھی ہو۔ آج کے پیچیدہ عالمی مسائل کے تشفی بخش اور قابلِ عمل شرعی حل کیلئے ان اجتماعی اداروں کی کاوشوں اور آراء کو مسلم معاشروں اور قانونی وانتظامی حلقوں میں کافی پذیرائی اور وقعت ملی ہے۔ بدلتے حالات اور عصری تقاضوں کے پیش نظر گزشتہ صدی میں اہلِ دانش وبینش ایسے اجتماعی اجتہاد کے اداروں کے قیام کی ضرورت کا احساس دلاتے رہے تھے۔ ۱۹۲۹ء، ۱۹۳۰ میں ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے اسلامی فکر کی جدید تشکیل (The Reconstruction of Religious Thought in Islam) کے موضوع پر سات خطبات دیے تھے۔ جس میں ادارہ جاتی اجتہاد کے ذریعے قانون سازی کی تجویز پیش کی تھی۔ ۱۹۵۲ء میں ممتاز شامی فقیہ ڈاکٹر مصطفی احمد زرقاؒ نے اپنے تحقیقی مقالہ میں اور ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ نے ۸۰ کی دہائی میں خطباتِ بہاولپور میں اجتماعی اجتہاد کے لئے ایک عالمی فقہ اکیڈمی کے قیام کی تجویز کے ساتھ ابتدائی خاکہ بھی پیش کیا تھا۔([1])

ساٹھ، ستر کی دہائی سے ان تصورات پر عملی اداروں کا قیام عالم اسلام میں نظر آتا ہے اور متعدد ادارے وجود میں آنا شروع ہوئے ان اداروں کا کام مختلف النوع فقہی مسائل و موضوعات پر امتِ مسلمہ کی رہنمائی کرنا ہے۔ اجتماعی اجتہاد کے یہ ادارے ملکی اور بین الاقوامی سطح پر کام کر رہے ہیں، جیسے عالم اسلام کی قدیم ترین درسگاہ جامعہ ازہر کے ماتحت مجمع البحوث الاسلامیہ (قاہرہ)، پاکستان میں اسلامی نظریاتی کونسل (اسلام آباد)، رابطہ عالم اسلامی کے تحت المجمع الفقھی الاسلامی مکۃ مکرمۃ (The Islamic Fiqh Council) اسلامی کانفرنس تنظیم کے تحت قائم شدہ مجمع الفقہ الاسلامی الدولی جدۃ (International Islamic Fiqh Academy) انڈیا میں اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا (Islamic Fiqh Academy India)، اسلامی مالیات اور بنکوں کی شرعی نگرانی کا ادارہ بحرین (AAOIFI) وغیرہ نمایاں اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ ادارے اسلامی ممالک میں ہی نہیں بلکہ غیر اسلامی ممالک میں بھی کام کر رہے ہیں، ایشیا یا مشرق وسطی کے ساتھ امریکہ اور مغربی ممالک میں بھی یہ مجالس قائم ہیں، جیسے اسلامی یورپی کونسل برائے افتاء، شمالی امریکی کی فقہ کونسل وغیرہ۔

یہ ادارے امتِ مسلمہ کے تمام شعبوں سے وابستہ عملی مسائل میں خاطر خواہ رہنمائی کرتے آرہے ہیں۔

ذیل میں اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کا تفصیلی تعارف اور ادارہ کی مالیات واقتصادیات پر خصوصی کام بیان کرتے ہیں:

اسلامی نظریاتی کونسل (اسلام آباد)

دستور پاکستان (1962ء) کی بنیاد پر اس ادارہ کا قیام عمل میں آیا۔ اسلامی نظریاتی کونسل میں اسلامی قانون اور مغربی قانون کے نامور اہل علم اور تمام مکاتبِ فکر کی نمائندگی ہوتی ہے۔ یہ ادارہ اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان، جسے عربی میں "مجلس الفکر الاسلامی باکستان اور انگریزی میں "The Council of Islamic Ideology Pakistan" کے نام سے مشہور ہے۔ اس ادارے کا بنیادی محرک اور مقصد یہ ہے کہ اسلامی قانون کی روشنی میں ملک کے مروجہ قوانین کو دیکھا جائے اور جو غیر شرعی قوانین ہیں، ان کو تبدیل کرکے بہتر اور قرآن وسنت کے مطابق تجویز کیا جائے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کا دفتر اسلام آباد میں واقع ہے۔([2])

---

[1] منصوری، محمد طاہر (مرتب)، اجتماعی اجتہاد: تصور، ارتقاء اور عملی صورتیں، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ۲۰۰۷ء، ص ک (ابتدائیہ)

[2] ایڈریس اور رابطہ نمبر درج ذیل ہے: اسلامی نظریاتی کونسل، پلاٹ نمبر 46، اتاترک اوینیو، سیکٹر جی-5/2 اسلام آباد۔ ویب سائٹ: www.cii.gov.pk

تاریخی پس منظر

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا قیام اسلام کے غلبہ اور بالادستی کے لیے عمل میں آیا تھا، بانیانِ پاکستان نے مسلمانوں کے سامنے ایک ایسی مملکت کا تصور پیش کیا تھا جہاں اسلامی اصولوں پر مبنی عدلِ اجتماعی کا نظام نافذ العمل ہوگا، کوئی بھی قانون قرآن اور سنت کے خلاف نہیں ہوگا اور مسلمانوں کو مکمل آزادی اور اختیار کے ساتھ تمام شعبہ ہائے زندگی میں اسلامی احکام پر عمل کرنے کا موقع مل سکے گا۔ ان خوابوں کی تعبیر کے سلسلے میں علماء کرام کی کاوشوں اور اسلامی ذہن رکھنے والوں کی دعائوں کی بدولت ۱۹۴۹ء میں پاکستان کی اسمبلی نے ایک "قراردادِ مقاصد" منظور کی۔ اس قرارداد کو اگرچہ ۱۹۸۵ء تک دستورِ پاکستان کی محض تمہید (Preamble) کی حیثیت حاصل رہی لیکن اسلامی قانون سازی پر اس کے گہرے اثرات رہے۔ اس قرارداد مقصد یہ تھا کہ پاکستان کا آئین اور قوانین کی تشکیل اسلامی نقطۂ نظر کی جائے گی۔ اس قرارداد میں سب سے اہم نقطہ یہ ہے کہ سارے جہاں کا مالک اور حاکم صرف رب کریم کی ذات ہے، اس میں اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے۔ اللہ کے دیے ہوئے قانون کے دائرے میں رہ کر ریاست اپنے اختیار اور اقتدار کو چلائے گی، کیونکہ یہ اقتدار اور طاقت اللہ کی دی ہوئی مقدس امانت ہے۔[3]

اسی طرح اللہ کے بندوں اور عوام کی بھلائی اور خدمت کے لیے اس قرارداد میں مذکور ہے کہ اس ملک کے اندر ڈیموکریسی، حریت، مساوات اور عدل و انصاف پر مبنی قانون پر عمل کیا جائے گا۔ اس ملک کی رعایا با اختیار ہو کہ اپنی زندگی شریعت کے اصولوں پر گزار سکیں۔ عملی جامہ پہنانے کے لیے ضروری تھا کہ اس کے مطابق نہ صرف آئین پاکستان کی تشکیل ہو بلکہ اس کی روشنی میں عملی اقدام اٹھائے جائیں اور پاکستان میں رائج تمام قوانین شریعت سے ہم آہنگ ہو۔

پاکستان کا پہلا آئین ۱۹۵۶ء میں مرتب کیا گیا تو قراردادِ مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے آئین کی دفعہ ۱۹۸ کی شق نمبر ایک میں یہ لکھ دیا گیا کہ اس ملک میں کوئی قانون شریعت کے مخالف نہ ہو۔ اور موجودہ قوانین کے اندر جو کوئی بھی غیر اسلامی شق موجود ہے اس کو بھی اسلامی احکام کے مطابق کیا جائے گا۔ ان دونوں امور کے سرانجام دینے کے لیے ایک ادارے کے قیام کی ضرورت تھی، جس کے لیے اسی آرٹیکل ایک سو اٹھانوی کی شق نمبر تین کے اندر یہ نوید سنائی گئی کہ صدر پاکستان اس آئین کے نفاذ کے دن سے ایک سال کے اندر ایک کمیشن مقرر کریں گے، جن کا بنیادی مقصد یہ ہوگا کہ

۱۔ (الف) وہ موجودہ قوانین کو اسلامی احکام کے مطابق بنانے کے لیے ضروری سفارشات پیش کرے گا۔

(ب) کمیشن سفارشات پیش کرے گا کہ کون کون سے مراحل میں قوانین اسلامی کے اقدامات نافذ العمل ہو سکیں گے۔

۲۔ اس کمیشن کے ذمے دوسرا کام یہ ہے کہ قومی اور صوبائی قانون ساز اسیمبلیوں کی رہنمائی کی غرض سے اسلامی قانون کو مدون کرے جس کے ذریعے انہیں قانونی شکل دی جاسکے۔

مشاورتی کونسل کا قیام

سابقہ آئینی تقاضے کی روشنی میں ایک کمیشن کی عملی تشکیل سے پہلے ہی، ۱۹۵۸ء میں (یعنی صرف دو سال کے اندر) جنرل محمد ایوب کان نے مارشل لاء نافذ کرتے ہوئے، ۱۹۵۶ء کا آئین منسوخ کر دیا۔ ۱۹۶۲ء میں، جنرل ایوب نے نیا آئین تشکیل دیا تو اس میں بھی دفعہ (۱۹۹) کے تحت ایک مشاورتی کونسل کی تشکیل کا فیصلہ کیا گیا۔ جس کا "اسلامی نظریے کی مشاورتی کونسل" کے نام سیا علان کیا گیا۔ اس آئین کی دفعہ ۲۰۴(۱) کے تحت اس کونسل کے فرائض اور ذمہ

---

[3] آئین پاکستان ۱۹۷۳ء مع جدید ترامیم، ۲۰۰۵ء دفعہ ۲(۱)، ص ۲۴۶

داریاں اس طرح بیان کیے گیے ہیں کہ کونسل مرکز اور صوبائی حکومتوں کے سامنے ایسی سفارشات پیش کرے، جن کے ذریعے اس ملک کی عوم اپنی نجی و اجتماعی زندگی شرعی احکام کے موافق ڈھالنے کے قابل ہوسکیں گے۔ یہ ذمہ داری بھی عائد کی گئی کہ وہ تمام قوانین کا جائزہ لیں کہ انہیں قرآن اور سنت رسول اللہ ﷺ، منضبط اسلامی تعلیمات و تقاضوں کے مطابق بنایا جاسکے۔[4]

۱۹۶۲ء کے آئین کے تحت، "اسلامی نظریے کی مشاورتی کونسل" وجود میں آئی اور یکم اگست ۱۹۶۲ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان کے جج جناب جسٹس ابوصالح محمد اکرم اس کے پہلے چیئرمین مقرر ہوئے۔ ۱۳ مارچ ۱۹۶۳ء کو وزارتِ خزانہ کی طرف سے حرمت سود اور متبادل نظام سے متعلق پہلا سوال کیا گیا۔

اسلامی نظریاتی کونسل کا قیام

پاکستانی کی آئینی تاریخ میں ۱۹۷۳ء کا سال خوش گوار ثابت ہوا، جہاں ایک متفقہ پارلیمانی آئین کا تحفہ جمہوری عوام کو ملا وہاں ایک اور نیا باب رقم ہوا۔ ۱۹۷۳ء کے نئے آئین کے آرٹیکل (۲) کے تحت ریاست پاکستان کا دینا سلام (State Religion of Pakistan) قرار پایا اور ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رقم ہوا۔ دستور کی دفعات ۲۲۷ سے ۲۳۱ تک، اسلامی قوانین کی تشکیل میں کونسل کی ذمہ داری کو بیان کیا گیا ہے۔ آرٹیکل ۲۲۸ کے روشنی میں نوے دن کے اندر اسلامی نظریات کی ایک کونسل تشکیل دینے اور اسلامی نظریے کی مشاورتی کونسل کی جگہ "اسلامی نظریاتی کونسل" کا نام لکھا گیا ہے۔[5]

کونسل کی ہیئت اور ڈھانچہ

۱۹۷۳ء کے آئین کے آرٹیکل ۲۲۸(۲) میں کونسل کی ہیئت ترکیبی کے بارے میں وضاحت مندرجہ ذیل الفاظ میں موجود ہے کہ 8 سے 20 ارکان کونسل کے ممبر ہوں گے، جن کو صدر پاکستان منتخب کرے گا۔ یہ افراد قرآن، سنت نبوی اور دین اسلام کے اصولوں اور فلسفہ کا علم رکھتے ہوں یا پاکستان کے معاشی، سماجی، قانونی اور انتظامی مسائل سے گہری واقفیت رکھتے ہوں۔[6]

اس آرٹیکل کی ہی شق نمبر تین میں یہ ہے: ان ارکان میں سے کم از کم 2 ممبر سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ کے حاضر سروس یا ریٹائرڈ جج ہوں اور ایک خاتون ممبر کا ہونا ضروری بھی ہے۔ اور ممبران میں سے 4 اسلامی علوم کی تدریس و تحقیق سے وابستہ ماہرین ہو جن کے پاس کے کم از کم پندرہ سالہ تجربہ ہو۔ علاوہ ازیں کونسل میں تمام مکاتب فکر کی نمائندگی بھی لازم قرار دی گئی۔ اس کونسل کی خصوصیت ہے کہ ممبران میں ایک خاتون عورت کا ہونا لازمی ہے۔ جبکہ دیگر اجتماعی اداروں میں عورت کی نمائندگی موجود نہیں ہے۔

ارکانِ کونسل کے تنوع کے بارے میں ذہن امام غزالیؒ کے اس اصول کی طرف منتقل ہوتا ہے، ان کے نزدیک استنباطِ مسائل مختلف تخصصات کے حامل افراد کے ساتھ مل بیٹھ کر غور وخوض کرنے اور اجتماعی کوشش کرنے کی دعوت دی ہے۔[7]

کونسل کے فرائضِ منصبی

---

[4] سہ ماہی اجتہاد، CII، اسلام آباد، جلد و شمارہ 01، دسمبر ۲۰۰۷ء، ص ۱۱۱

[5] محولہ بالا آئین پاکستان ۱۹۷۳ء، آرٹیکل ۲۲۸، ص: ۲۰۰۔

[6] ایضاً، ص ۲۰۰

[7] ایضاً، ص: ۲۰۱

دستور پاکستان ۱۹۷۳ء کے آرٹیکل ۲۲۹ کے مطابق، ریاست پاکستان کا صدر یا صوبائی گورنر، کسی مسئلے کے شرعی واخلاقی حوالے سے کونسل سے رہنمائی طلب کر سکتا ہے۔ اگر ارکان کی ایک تعداد اس کی حمایت کرے تو پارلیمانی ایوان زریں (نیشنل اسمبلی)، ایوانِ بالا (سینٹ) یا پروونشل اسمبلی کی طرف سے بھی کونسل سے قانون سازی کے لیے یا شرعی رہنمائی کے لیے رابطہ کیا جاسکتا ہے،

آئین کے آرٹیکل ۲۳۰(۱) میں کونسل کے فرائض منصبی بیان کیے گیے ہیں۔

درج ذیل چار امور کی انجام دہی کونسل کے فرائض وذمہ داریوں میں شامل ہیں:

الف۔ یہ کہ پارلیمان کا ایوان بالا اور صوبائی اسمبلی سے ان ذرائع اور وسائل کی سفارش کرنا جس سے پاکستان کی عوام اپنی ذاتی اور اجتماعی زندگی شریعت کے رہنما اصولوں کے مطابق گزاریں، اپنے لین دین اور معاشرت وسماجی معاملات کو قرآن وسنت کے مطابق حل کریں۔

ب: کونسل سے کسی معاملے میں جب سوال یا مشورہ طلب کیا جائے تو وہ شریعت کے مطابق، اس معاملے کی چھان بین کرے۔

ج۔ کونسل جواب میں ایسی سفارشات وتجاویز پیش کرے جو مروجہ قانون کو شریعت کے مطابق قابل عمل بنایا جائے۔

د۔ اسلامی قانون کی تشکیل، تدوین اور عملی نفاذ میں پارلیمان اور مقننہ کی مرحلہ وار مکمل رہنمائی کرنا۔

آرٹیکل دوسواُنتیس (229)

ا۔ کوئی سوال جو ایوان، صدر یا گورنر کی طرف سے کونسل کو ارسال کیا گیا ہو تو کونسل پندرہ دن کے اندر اپنے مشورہ سے مطلع کرے گی۔

۲۔ مفاد عامہ کی خاطر کوئی قانون کونسل سے مشاورت کے بغیر نافذ العمل کیا جاسکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کونسل اگر مشورہ دے کہ قانون اسلامی احکام کے منافی ہے تو اس وضع کردہ قانون پر دوبارہ غور کیا جائے گا۔

۳۔ اسلامی نظریاتی کونسل اپنی عبوری رپورٹ ہر سال پیش کرے گا جبکہ حتمی رپورٹ سات سال میں پیش کرنی ہوگی۔ پھر چھ ماہ کے اندر پارلیمانی ایوان اور صوبائی اسمبلیوں میں ان پیش کردہ رپورٹس پر بحث کی جائے گی۔ رپورٹ پر بحث ومباحثہ اور غور وخوض کے بعد، حتمی رپوٹ کے دو سال کی مدت کے درمیان قانون سازی کی جائے گی۔([8])

انتظامی ڈھانچہ

آئین کے تحت ارکان کونسل کی تعداد آٹھ سے بیس ہوگی۔ تین سال کی مدت کے لیے ان کا انتخاب ہوگا۔ صدر پاکستان ان ممبران میں سے ہی ایک کو کونسل کا چیئرمن منتخب کرے گا جس کی بھی مدت تین سال ہوگی۔

کونسل کا انتظامی سربراہی عہدہ، کونسل کا سیکرٹری ہوگا جو بیس یا اکیس گریڈ کا افسر ہوگا۔ سیکرٹری کا تقرر کونسل کے ریکروٹمنٹ رولز (۱۹۸۴ء) کے مطابق وفاقی، صوبائی حکومتوں کے کسی موزوں افسر کے تبادلہ، ڈیپوٹیشن کے ذریعے یا پریس میں اشتہار کے بعد براہ راست انتخاب کے ذریعے ہوگا۔ کونسل کے چیئرمین کو کونسل کے سیکرٹریٹ کی تمام اسامیوں پر تقرر کے اختیارات کو حاصل ہوتے ہیں۔ تمام تقرریاں طے شدہ قوانین کے مطابق بورڈ یا کمیٹی کی سفارش پر ہوتی ہیں۔ ڈائریکٹر جنرل کونسل کے شعبہ تحقیق کی سربراہ ہوگا جو ایک بیس گریڈ کا افسر ہوگا([9])

---

[8] محولہ بالا آئین پاکستان ۱۹۷۳ء، آرٹیکل ۲۲۸، ص ۲۰۲

[9] سہ ماہی اجتہاد، 2007، ص 203

کونسل کے سربراہوں کے نام

۱۔	جسٹس ابو صالح محمد اکرم	۱۔۸۔۱۹۶۲ء	۵۔۲۔۱۹۶۴ء
۲۔	علامہ علاء الدین صدیقی	۶۔۴۔۱۹۶۴ء	۳۱۔۱۔۱۹۷۳ء
۳۔	جسٹس حمود الرحمن	۶۔۲۔۱۹۷۴ء	۱۔۲۔۱۹۷۷ء
۴۔	جسٹس محمد افضل چیمہ	۲۶۔۹۔۱۹۷۷ء	۱۶۔۵۔۱۹۸۰ء
۵۔	جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمن	۲۷۔۵۔۱۹۸۰ء	۳۰۔۵۔۱۹۸۴ء
۶۔	ڈاکٹر عبد الواحد۔ جے ہالیپوتہ	۷۔۱۹۸۶۵ء	۶۔۵۔۱۹۸۹ء
۷۔	جسٹس محمد حلیم	۲۵۔۲۔۱۹۹۰ء	۲۴۔۲۔۱۹۹۳ء
۸۔	مولانا کوثر نیازی	۱۵۔۱۲۔۱۹۹۳ء	۱۹۔۳۔۱۹۹۴ء
۹۔	جناب اقبال احمد خان	۱۱۔۶۔۱۹۹۴ء	۱۰۔۶۔۱۹۹۷ء
۱۰۔	ڈاکٹر شیر محمد (SM) زمان	۱۰۔۹۔۱۹۹۷ء	۱۲۔۹۔۲۰۰۰ء
۱۱۔	ڈاکٹر شیر محمد (SM) زمان	۱۷۔۱۰۔۲۰۰۰ء	۱۶۔۱۰۔۲۰۰۳ء
۱۲۔	ڈاکٹر محمد خالد مسعود	۱۲۔۶۔۲۰۰۴ء	۱۴۔۶۔۲۰۱۰ء
۱۳۔	مولانا محمد خان شیرانی	۱۲۔۱۱۔۲۰۱۰ء	۱۵۔۱۱۔۲۰۱۳ء
۱۴۔	مولانا محمد خان شیرانی	۱۲۔۱۱۔۲۰۱۳ء	۱۷۔۱۱۔۲۰۱۶ء
۱۵۔	پروفیسر ڈاکٹر قبلہ ایاز	۶۔۱۱۔۲۰۱۷ء	تاحال([10])

کونسل کے موجودہ اراکین

(۱)	ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن	(۲)	علامہ عبد الحکیم اکبری
(۳)	جسٹس (ریٹائرڈ) محمد رضا خان	(۴)	ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی
(۵)	پروفیسر ڈاکٹر فرخندہ منصور ضیاء	(۶)	ملک اللہ بخش
(۷)	مولانا محمد حنیف جالندھری	(۸)	علامہ سید افتخار حسین نقوی
(۹)	جسٹس (ریٹائرڈ) منظور حسین گیلانی	(۱۰)	ڈاکٹر قاری عبد الرشید
(۱۱)	عارف حسین واحدی	(۱۲)	ابو الظفر غلام محمد سیالوی
(۱۳)	مولانا حافظ فضل الرحیم	(۱۴)	مولانا جاوید امیر عثمانی
(۱۵)	خورشید احمد ندیم	(۱۶)	ڈاکٹر راغب حسین نعیمی

---

[10] www.cii.gov.pk/aboutcii/Listofchairmen.aspx

(۱۷) پیرروح الحسنین معین (۱۸) ڈاکٹر شہزادہ فضیل عیاض قاسمی

(۱۹) محمد شفیق خان پسروی

کونسل کی مطبوعات

کونسل کی مطبوعات کا دائرہ کافی وسیع ہے، کونسل کی مطبوعات میں سالانہ رپورٹیں، تشکیل اسلامی قوانین کے حوالے سے مختلف موضوعات پر رپورٹیں، تحقیقی منصوبے، سہ ماہی مجلہ، اور متفرق کتابوں کی تالیف و تراجم شامل ہیں۔استفادہ عام کے لیے، یہ سب کونسل کی ویب سائٹ پر بھی موجود ہے۔([11])

سالانہ رپورٹیں

کونسل کی ۱۹۶۲ء سے لے کر ۲۰۱۷ء تک ۳۵ سالانہ رپورٹیں طبع ہو چکی ہیں۔ جس کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ دس سالہ رپورٹ (۱۹۶۲ء تا ۱۹۷۳ء)

۲۔ تین سالہ رپورٹ (۱۹۷۳ء تا ۱۹۷۷ء)

۳۔ تا ۳۵۔ ۱۹۷۷ء سے ۲۰۱۷ تک، ہر سال کی سالانہ رپورٹ (۳۳ رپورٹیں) طبع ہو چکی ہیں۔(۱۰)

معیشت کی اسلامی تشکیل کی رپورٹیں

۱۔ مجموعی سفارشات متعلقہ نظام معیشت۔(طبع اول دسمبر، 1983ء)

۲۔ اسلامی نظام معیشت (طبع: ستمبر، ۱۹۹۲ء)

۳۔ رپورٹ بلاسود بنکاری)۱۹۸۰ء)

۴۔ رپورٹ اسلامی نظام بیمہ (جون، ۱۹۹۲ء)

۵۔ تقریر مجلس الفکر الاسلامی بشأن الغاء الفائدۃ من الاقتصاد (عربی) ۱۹۸۲ء

1. Introduction of Zakat in Pakistan(1981)
2. Elimination of Riba from the economy and Islamic modes of financing(1980)
3. Islamic insurance system

تعلیمی نظام کے بارے اسلامی نظریاتی کونسل کی پیش کردہ تجاویز و سفارشات جو مطبوع ہیں:

تعلیمی سفارشات کی رپورٹ: 1982 سے 1993 تک کی رپوٹیں

اصلاحی رپورٹس

۱۔ رپورٹ معاشرتی اصلاحات (۱۹۹۳ء)

۲۔ رپورٹ خاندانی منصوبہ بندی (۱۹۸۴ء)

---

[11] www.cii.gov.pk/E-Books.aspx

۳۔ رپورٹ اسلامی معاشرے کی تشکیل (۱۹۸۲ء)

4. Report on Family Planning (English,1984.)

ذرائع ابلاغ عامہ کی اصلاح کی سفارشات

۱۔ رپورٹ ذرائع ابلاغ عامہ)۱۹۸۳ء)

۲۔ سوالات کے جوابات (استفسارات) پر رپورٹیں

۳۔ رپورٹ استفسارات (۱۹۶۲ء تا ۱۹۸۹ء)

۴۔ رپورٹ استفسارات (۱۹۹۰ء تا ۱۹۹۱ء)

متفرق مطبوعات

۱۔ دہشت گردی اور اسلام (طبع: فروری ۲۰۰۶ء)

۲۔ حدود آرڈیننس (۱۹۷۹ء) (طبع جدید: فروری ۲۰۰۶)

۳۔ حدود و تعزیرات، کونسل کی سفارشات کا جائزہ (طبع: ستمبر، ۲۰۰۷ء)

۴۔ رپورٹ اصلاح قیدیان و جیل خانہ جات (طبع:۲۰۰۹ء)

۵۔ کونسل کی سالانہ رپورٹوں کا اشاریہ (طبع:۲۰۰۷ء)

۶۔ "اسلام اور جدید معاشی مسائل" رپوٹ (طبع:۲۰۰۸ء)

۷۔ قواعد و ضوابط: برائے تحقیق و تصنیف و اشاعت (طبع:۲۰۰۹ء)

۸۔ اسلامی نظریاتی کونسل: ادارہ جاتی پس منظر اور کارکردگی (طبع اول جون ۲۱۰۶ء) یہ کونسل کے بارے مفصل رپورٹ ہے۔ جو کونسل کے سیکریٹری ڈاکٹر حافظ اکرام الحق کی محنت اور قلم کا نتیجہ ہے۔ اس کا حصہ اول ۲۹۷ صفحات پر مشتمل ہے، اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ رپورٹ کم، کتاب زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

ترجمہ کتب

کونسل کی رپورٹیں عموماً اردو اور انگلش میں طبع ہوتی ہیں، جبکہ عربی زبان میں بھی کچھ رپورٹیں شائع ہوئی ہیں، جس کے نام اوپر گزر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ عربی کتب کا ترجمہ اردو زبان میں کروانا بھی کونسل کی ترجیحات میں شامل ہے۔

آزادئ نسواں، عہد رسالت میں (۴ جلدیں) عربی سے اردو ترجمہ، (جون، ۲۰۰۷ء)

سہ ماہی اجتہاد (میگزین)

۲۰۰۷ء سے ایک سہ ماہی تحقیقی و علمی مجلہ کا اجراء عمل میں آیا۔ سابق چیئرمین ڈاکٹر خالد مسعود اجتہاد کے اجراء کے مقاصد بیان کرتے لکھتے ہیں کہ:

رسالہ اجتہاد کا مقصد اسلامی دنیا میں جاری فکری عمل کا جائزہ پیش کرکے دعوت فکر و عمل دینا ہے، نہ کہ اجتہاد کو پیش کرنا۔ ([12])

---

[12] محولہ بالا سہ ماہی اجتہاد، جون ۲۰۰۷ء، ص ۲

جس کا پہلا شمارہ جون، ۲۰۰۷ء میں طبع ہوا، اور بارھواں شمارہ جون، ۲۰۱۹ء میں شائع ہوا۔ اب تک چودہ شمارے ہی شائع ہو کر منظرِ عام پر آئے ہیں۔ جو کونسل کی ویب سائٹ پر موجود ہیں۔

کونسل کی آراء اور سفارشات کی قانونی حیثیت

۱۹۷۳ء کے آئین میں کونسل کی سفارشات کی قانونی حیثیت کے بارے واضح بیان موجود ہے۔ آئین کی دفعہ ۲۳۰ کے مطابق کونسل کی آراء قانون ساز اداروں اور ریاستی ذمہ داران کے لیے سفارشات و مشاورت کا درجہ رکھتی ہیں۔ مجلسِ شوریٰ (پارلیمنٹ)، قومی اسمبلی اور کوئی صوبائی اسمبلی کونسل کی سفارشات کی پابند نہیں ہیں۔ اس لیے آئین میں کونسل کے فرائضِ منصبی ذکر کرتے "سفارشات کرنا" کرنے الفاظ مستعمل ہوئے ہیں، جو اوپر ہم تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں۔

کونسل کے فقہی و اجتہادی کام کا جائزہ

کونسل کے مارچ 2023 تک، 231 اجلاس منعقد ہو چکے ہیں۔ جن میں شعبہ ہائے زندگی کے مختلف موضوعات کے کئی اہم مسائل اجتماعی غور و خوض کے لیے پیش ہوئے۔ اسلامی قوانین اور نظامِ معاشرت کے سلسلے میں جو سفارشارت پیش کی گئی، ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات برائے اسلامی نظامِ معیشت و بنکاری

۲۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات برائے اصلاح اسلامی نظامِ معاشرت

۳۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات برائے اصلاح نظام زکوٰۃ

۴۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات برائے نظامِ اسلامی مالیات و بنکاری

۵۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات برائے اسلامی انشورنس (بیمہ) و تکافل

۶۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات برائے اصلاح نظامِ تعلیمی

۷۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات برائے ذرائع ابلاغِ عامہ

تشکیل قوانین سازی میں کونسل کی سفارشات کا جائزہ

اب تک کونسل کی کارکردگی اور اس کی مرتب کردہ سفارشات کی روشنی میں درج ذیل قوانین کی تشکیل کی گئی:

جائیداد سے متعلق جرائم آرڈیننس۔ ۱۹۷۹ء

جرم زنا، نفاذِ حدود آرڈیننس ۱۹۷۹ء

جرم قذف، نفاذِ حدود آرڈیننس ۱۹۷۹ء

حکم امتناع، نفاذِ حدود آرڈیننس ۱۹۷۹ء

حکم قانونِ شہادت آرڈیننس ۱۹۸۴ء

زکوۃ و عشر آرڈیننس، ۱۹۸۰ء

ترامیم قانونِ فوجداری ایکٹ ۱۹۹۷ء (قانونِ شہادت و دیت)

احترام رمضان ۱۹۸۴ء

نفاذِ شریعت ایکٹ ۱۹۹۱ء

سفارشاتِ کونسل برائے قانون سازی

مذکورہ قوانین کے علاوہ بہت سے ایسے مسائل اور موضوعات ہیں جن پر کونسل نے سفارشات و تجاویز مرتب کر کے حکومت کو ارسال کی ہیں، جن کی روشنی میں قانون سازی میں اسلامی احکام کی پیروی اور رہنمائی شامل ہے۔ ان میں سے کچھ موضوعات یہ ہیں:

۱۔ اعضائے انسانی کی پیوند کاری(Transplantation of Human Organs)

۲۔ اسلامی نظام عدل

۳۔ اسلامی نظامِ حکومت

۴۔ تعلیمی سفارشات

۵۔ معاشرتی اصلاحات پر سفارشات

۶۔ خاندانی منصوبہ بندی

۷۔ اسلامی معاشرے کی تشکیل

۸۔ ذرائع ابلاغِ عامہ

۹۔ قرآن کے ساتھ شادی کی رسم پر پابندی(Marriage with the Quran, prohibition.)

موجودہ ملکی قوانین کا شرعی جائزہ

۱۹۷۳ء کے آئین کی شق ۲۳۰(ا) کے مطابق، کونسل کے فرائضِ منصبی میں یہ ذمہ داری ہے کہ ملک میں ۱۹۴۷ء سے رائج تمام قوانین و قواعد اور ضوابط و احکام کا اسلامی نقطۂ نظر سے جائزہ لے اور خلافِ شریعت قوانین کی نشاندہی کرے، ایک جامع حتمی رپورٹ پیش کرے۔ دسمبر ۱۹۹۶ء تک متعدد اجلاسوں میں قوانین کی ایک ایک شق کو زیر غور لا کر قرآن و سنت کے مطابق تجویز کیا گیا اور قانون ساز اسمبلیوں کے حوالہ کیا گیا۔ کونسل نے جن قوانین میں ترمیم کی سفارش کی ہے، وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ مسلم عائلی قوانین آرڈیننس ۱۹۶۱

۲۔ جدید بینکاری اور ربا (سود) کے جملہ قوانین

۳۔ قانون بیع مال

۴۔ قانون بیمہ

۵۔ قانون معاہدہ

۶۔ مجموعۂ تعزیراتِ پاکستان ۱۸۶۰ء (Pakistan Penal Code)

۷۔ مجموعۂ ضابطۂ فوجداری ۱۸۹۸ء(The Code of Criminal procedure)

۸۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء (The Code of Civil procedure)

۹۔ قوانین شہادت

۱۰۔ قانون انتقالِ جائداد

۱۱۔ قانونِ وراثت

۱۲۔ قانون پنشن و گریجویٹی

کونسل کی رہنمائی کے لیے قائم معاون ادارے

قانون وعدلیہ اور اقتصاد و مالیات کے اسلامی نظام کے لیے علمی و تحقیقی افراد کی تیاری کے لیے مندرجہ ذیل ادارے اسلامی نظریاتی کونسل کے مشورے سے بنائے گئے ہیں:

۱۔ وزارتِ مذہبی و اقلیتی امور

۲۔ شریعہ فیکلٹی کا قیام، بعدمیں اس منصوبے پر اسلامی یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا

۳۔ سپریم کورٹ کی شریعہ بینچ اور وفاقی شرعی عدالت کا قیام

۴۔ لاء کمیشن

کونسل کا اسلوبِ اجتہاد

مجلسِ شوریٰ کے کسی ایوان یا منتخب اسمبلیوں، صدر یا گورنر کی طرف سے جب کسی مسئلے یا قانون کے بابت کونسل سے شرعی رائے معلوم کرنے لیے کونسل سے مشاورت لی جاتی ہے تو مختلف مراحل طے کرتی ہے۔ مرحلہ وار تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(۱) سب سے پہلے کونسل اس استفسار کی پوری تفصیل تمام اراکین کو ارسال کرتی ہے تاکہ تمام اراکین اپنے مطالعے اور تحقیق سے انفرادی رائے مرتب کرلیں اور کونسل کو ارسال کریں۔

(۲) انفرادی آراء کا مسودہ تمام اراکین کو ارسال کیا جاتا ہے تاکہ تبادلہ خیالات میں آسانی ہو۔

(۳) اس کے بعد کونسل کا اجلاس اجتماعی غور و خوض کے لیے طلب کیا جاتا ہے۔ کسی مخصوص شعبے سے متعلق مسئلہ ہو تو اس شعبے کے ماہرین کو شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔

(۴) اجلاس میں اس مسئلے کے تمام پہلوئوں کا شرعی اور علمی نقطہ نظر سے تفصیلی جائزہ لیا جاتا ہے۔

(۵) نئے مسائل اور اجتہادی امور میں دوسرے ممالک کے علماء وفقہاء سے بھی بعض اوقات رائے معلوم کی جاتی ہے۔ جیسے حدود کے حوالے سے قوانین مرتب وقت شام اور سوڈان کے نامور علماء وماہرین سے مشاورت کی گئی تھی۔

(۶) کونسل میں جو فقہی آراء مرتب کی جاتی ہیں، وہ کونسل کی متفقہ یا غالب ترین اکثریت کی آراء کی حیثیت رکھتی ہیں۔ لیکن ممبران کی اختلافی آراء کو بھی اختلافی رائے کی حیثیت سے واضح ذکر کیا جاتا ہے۔

(۷) موجودہ قوانین سے متعلق استفسارات میں، کونسل خلافِ شریعت قانون کا متبادل قانون تجویز کرتی ہے۔ اور اگر کچھ ترامیم کی ضرورت ہوتی ہے تو اس ترمیم کے ساتھ قانون کو بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اس طرح ہونا چاہیے یا یہ الفاظ ہونے چاہییں۔

(۸) آخر میں کونسل کی شرعی و فقہی رائے سفارشات کی صورت میں مکمل تفصیل کے ساتھ استفسار کرنے والے ادارے یا شخصیت کو ارسال کر دی جاتی ہے۔

کونسل کا منہج تحقیق

کونسل کی تجاویز مندرجہ ذیل تحقیقی خوبیوں اور مصادر و مراحل سے حاصل شدہ ہوتا ہے:

۱۔ مختلف مکاتب فکر کی تحقیقی آراء کا جائزہ لینا۔

۲۔ ماضی کے فقہاء کرام کی آراء کو موجودہ حالات کے تناظر میں سامنے رکھنا۔

۳۔ قرآن مجید میں واضح حکم ہونے کی صورت میں کونسل اپنی اجتماعی رائے مرتب کرتی ہے۔

۴۔ اجماعِ صحابہ اور اجماع امت سے کوئی رہنمائی مل جائے تو اس کو ترجیح دی جاتی ہے۔

۵۔ کونسل کے ممبران کا مزید تحقیق اور علمی مشاورت کے لیے بیرون ممالک مطالعاتی دورے کرنا۔

۶۔ اس موضوع پر کسی اسلامی ملک میں کوئی قانون سازی کی نظیر موجود ہو تو اس کا تفصیلی مطالعہ کرنا۔

۷۔ مختصر دورانیہ کے تحقیقی منصوبے

حاصل بحث

اسلامی نظریاتی کونسل کی تمام کاوشوں کا احاطہ کرنا تو اس جگہ ممکن نہیں، لیکن یہ قابل توجہ بات ہے کہ پاکستان میں اسلامی قوانین کی بالادستی میں کونسل کی کاوشوں کا قابلِ لحاظ حصہ ہے۔ نفاذِ شریعت کے لیے کونسل کی خدمات قابل تعریف ہیں اور اسے مذہبی و دینی حلقوں کے ہاں ایک پذیرائی مل چکی ہے، جس کی وجہ سے ان حلقوں کی طرف سے کونسل کی سفارشات پر عمل کرنے کا مطالبہ بھی سامنے آتا رہتا ہے۔

درج ذیل چند تجاویز پیش خدمت ہیں:

(۱) ان تمام باتوں کے باجود اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ کونسل کو مزید بااختیار بنایا جائے تا کہ اسلامی قوانین کے نفاذ کے ضمن مین پیش کردہ سفارشات کی روشنی میں قانون سازی کا عمل ہو سکے۔

(۲) دوسری تجویز یہ ہے کہ کونسل کے ممبران کے انتخاب کا معیار مزید بہتر بنایا جائے تا کہ غیر جانبدارانہ اور غیر فرقہ وارانہ بنیاد پر تحقیقی و فقہی سفارشات سامنے آئیں۔

(۳) تیسری تجویز یہ ہے کہ کونسل دوسرے معاصر اجتماعی اداروں سے رابطہ کا منظم نیٹ ورک قائم کرے۔ کونسل کی طرف سے مرتب کردہ سفارشات اور آراء وسیع حلقوں تک پہنچے اور استفادہ کرنا عام و آسان ہو جائے۔

(۴) چوتھی تجویز یہ ہے کہ پیش آمدہ جدید مسائل پر قومی اور بین الاقوامی سیمینار منعقد کروائے جائیں تا کہ دیگر علما کی آراء سے استفادہ کیا جا سکے۔

(۵) کونسل کی پیش کردہ سفارشات پر دستور کے مطابق قانون سازی میں مسلسل غفلت برتنا انتہائی افسوسناک امر ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ متعلقہ اسمبلیوں میں کونسل کی سفارشات کو قانون سازی کے لیے پیش کیا جائے۔

(۶) آخری بات یہ ہے کہ کونسل کی سفارشات میں تمام مسالک کے فقہی سرمایہ سے استفادہ کرنے کی یکساں کوشش کی جائے۔ مسلکی رویوں اور تقلیدی جمود سے ماوراء ہو کر اجتہاد کی جرات سے ہی آج کے پیچیدہ مسائل حل ہو سکے گے۔ جب اجتماعی اجتہاد کی معنویت اور مقاصدِ شریعت کی برکات و ثمرات تمام لوگوں کو نظر آنے لگی گی تو شریعت پر اعتماد اور رجوع بڑھے گا، قوانین زیادہ قابلِ عمل و موئثر ثابت ہوں گے۔

سابقہ باب میں ہم نے اجتماعی اجتہاد کے مشہور ترین معاصر اداروں کا تذکرہ کیا تھا، اس سلسلے میں تین مختلف ممالک کی چار مشہور اور متنوع فقہی اکیڈمیوں کا مکمل تعارف و پس منظر اور منہج و اسلوبِ اجتہاد وغیرہ پر سیر حاصل بحث ذکر ہو چکی ہے۔ ان منتخب اداروں کے اجتماعی اجتہادات کے متنوع عنوانات کی موضوعاتی فہرست کا بھی ذکر کیا کر دیا گیا ہے۔ ان اکیڈمیوں کے اجلاسوں اور کانفرنسوں و سیمناروں میں کیے گیے فیصلوں اور فقہی آراء کی تعداد سیکڑوں میں ہے، جن کا تعلق شعبہ ہائے زندگی کے مختلف عنوانات سے ہیں۔ یعنی وہ تمام مسلمانوں سے متعلق اور ان کا دائرہ کار فقہ اسلامی کے تمام موضوعات ہیں، اس لیے ہم نے ان اجتہادات میں سے ایک وسیع اور جدید موضوع کو خاص کیا ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کی فقہی آراء کا جائزہ

باب سوم میں اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کی اسلامی مالیات اور جدید معاشیات و اقتصادیات کے حوالے سے گراں قدر کاوشوں کو کافی پذیرائی ملی ہے۔ درج ذیل میں ہم اُن کو بیان کریں گے۔

اسلامی نظامِ معیشت

پاکستان کے قائم ہونے کے بعد متعدد مواقع پر پاکستان کے سربراہان مملکت نے اسلامی تشخص اور اسلامی قوانین و احکام کے بارے میں برملا اظہار کیا۔ یہی وجہ سے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلامی قانون سازی اور شریعت کے احکام کے نفاذ کے لیے علماء کرام اور اہل علم کی کاوشیں شروعِ دن سے چلی آرہی ہیں۔ اسی بنیاد پر قراردادِ مقاصد (۱۹۴۹ء) سے لے کر ۱۹۷۳ء کے آئین تک میں درج ہے کہ پاکستان کا کوئی قانون قرآن و سنت کے خلاف نہیں ہو گا۔(13)

گورنر جنرل محمد علی جناح نے جولائی 1948 کو اسٹیٹ بنک کے افتتاح کے وقت تقریر کرتے کہا کہ مغرب کے معاشی نظام نے انسانیت کے لیے جو بے شمار مسائل پیدا کر دیے ہیں اکثر لوگوں کی یہ رائے ہے کہ مغرب کو اس کی تباہی سے کوئی معجزہ ہی بچا سکتا ہے۔ مغربی نظام انسانوں کے مابین انصاف اور بین الاقوامی میدان میں آویزش اور چپقلش دور کرنے میں ناکام رہا ہے۔(14)

---

[13] دستور پاکستان ۱۹۷۳ء، طباعت ۲۰۱۵، آرٹیکل ۲۲۷

[14] اسٹیٹ بینک پاکستان کی مرکزی ویب سائٹ(sbp.org.pk/IB/abt-his.asp//:

کئی برس گزر جانے کے باوجود وطنِ عزیز میں نظامِ معیشت اور اسلامی اقتصادیات کے مطابق معاشی مسائل حل کرنے کے لیے کوئی سنجیدہ کوشش نظر نہیں آئی۔ عملی طور پر ۱۹۷۷ء میں جنرل محمد ضیاء الحق نے اسلامی شریعت کے نفاذ کی بات کی اور کونسل کو خصوصی ہدایت جاری کی کہ وہ سود سے پاک نظام معیشت کا خاکہ مرتب کر کے حکومت کو پیش کرے۔

رپورٹ بلا سود بینکاری

کونسل نے اقتصادیات وبنکاری کے نامور وممتاز اہل علم پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی، جس نے ایک عبوری رپورٹ نومبر ۱۹۷۸ء میں "ملکی معیشت سے سود کا خاتمہ" کے عنوان سے جبکہ حتمی رپورٹ فروی ۱۹۸۰ء میں پیش کی۔ اس رپوٹ کو چند ترامیم کے بعد حتمی شکل دے کر "رپورٹ بلا سود بینکاری" کے نام سے حکومت کو پیش کر دیا گیا۔ یہ رپورٹ متعدد بار (اول: جون ۱۹۸۰ء، دوم: اکتومبر ۱۹۸۸ء، اور سوم: مئی ۲۰۰۲ء میں) اکیڈمی کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ کونسل کی یہ رپورٹ اصل میں انگریزی زبان میں (Elimination of Riba) میں تھی، اور اس کا عربی ترجمہ "الغاء الفائدة من الاقتصاد" متعدد بار (اول: ۱۹۸۲ء، دوم: ۱۹۸۳اور سوم: ۱۹۹۴ء) کونسل سے شائع ہوا ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی اس رپورٹ میں متبادل بینکاری کے نظام کا خاکہ پیش کیا گیا ہے، اس بناء پر بین الاقوامی سطح پر بھی اس کی خوب پذیرائی ہوئی اور اس رپورٹ کو اسلامی بینکنگ ومالیاتی نظام میں ایک پیش خیمہ قرار دیا گیا۔

شیخ الحدیث مفتی محمد تقی عثمانی کے بقول کہ بلا سود بینکاری پر اب تک جو علمی اور تحقیقی کام سامنے آیا ہے، ان میں احقر کی معلومات کی حد تک سب سے جامع، مفصل اور حقیقی رپورٹ وہ ہے جو اسلامی نظریاتی کونسل نے علماء اور ماہرینِ معاشیات وبنکاری کی مدد سے مرتب کی ہے۔([15]

سب سے پہلے ملک کے تین مالیاتی اداروں نیشنل انویسمنٹ ٹرسٹ، آء سی پی میوچل فنڈ (PICIC) اور ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے سود کے خاتمے کا اعلان کیا گیا۔ جس پر یکم جولائی ۱۹۷۹ء کو عمل درآمد کیا گیا۔ اپریل ۱۹۷۹ء میں اسٹیٹ بنک پاکستان نے چھ ورکنگ گروپ قائم کیے تاکہ معاملے کا جائزہ لیا جائے۔ ان ورکنگ گروپوں نے دسمبر ۱۹۷۹ء میں اپنی رپورٹ پیش کی۔ ۱۹۸۰ء کے آخر میں اسٹیٹ بنک آف پاکستان نے تمام تجارتی بنکوں کو یہ حکم جاری کیا کہ وہ ۱۹۸۰ء سے اپنے معاملات غیر سودی بنیادوں پر قائم کرنے کے پابند ہوں گے۔ اس رپورٹ میں سود سے پاک اور متبادل ذرائع کے حوالے سے مفصل طریقِ کار تجویز کیا گیا ہے۔ جس کی بنیاد پر حکومت سے اس کے نفاذ کی سفارش کی گئی۔

اس رپورٹ میں جن امور سے تفصیلی بحث کی گئی ہے، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اسلام کا تصور سود (ربا)

۲۔ پی ایل ایس اکاؤنٹ یعنی نفع ونقصان کی بنیاد پر مشارکت

۳۔ سود کے متبادل طریقے کار

۴۔ تجارتی (کمرشل) بینکنگ

۵۔ خاص مالیات کے انسٹیٹوشنز

---

[15] عثمانی، مفتی محمد تقی، پی ایل ایس اکاونٹ کی حقیقت، کراچی میمن پبلکیشنز، س ن، ص ۷

۶۔ ریاستی مالیاتی انسٹیٹوشنز یعنی پبلک سیکٹر فائنانشل انسٹیٹوشنز

۷۔ مرکزی بینک اور مالیاتی زری پالیسی (سینٹرل بینکنگ اینڈ مانیٹری پالیسی)

اس رپورٹ میں کونسل نے موجودہ اداروں کی رائج کردہ صورت حال کو اسلامی طریق مالیات میں بدلنے کا ایکشن پلان متعارف کروایا ہے۔ اسلامی نظامِ بینکاری کے لیے نفع و نقصان میں شراکت داری اور قرضِ حسنہ کو سود کے متبادل کے طور پر متعارف کروایا ہے۔ سرمایہ کاری اور فراہمیٔ سرمایہ کے لیے درج ذیل مختلف اسلامی طریقے تجویز کیے ہیں:

۱۔ سروس چارجز

۲۔ نیلامی کے ذریعے سرمایہ کاری

۳۔ ادہار پر خرید و فروخت (کریڈٹ سیل)

۴۔ ملکیتی کرایہ داری (لیزینگ ٹو پرچیز)

۵۔ عمومی شرح منافع پر سرمائے کی فراہمی

۶۔ قرض بعوض قرض

۷۔ خصوصی قرضے

تجزیہ

امر واقعہ یہ ہے کہ حق الخدمت اور عمومی شرح منافع پر سرمائے کی فراہمی کے طریقے کسی نہ کسی شکل میں سود کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہیں۔ اس طرح سرمایہ کاری بذریعہ نیلام کاری اور بیعِ مؤجل بھی سود کے مثالی متبادل نہیں ہیں۔ کونسل نے خود اپنے مجوزہ چند طریقوں کو ثانوی متبادل قرار دیا ہے یعنی ان طریقوں کو محض ایک عارضی انتظام کے طور پر عبوری دور کے لیے قبول کیا جائے، کیونکہ ان کا مستقل استعمال سود کا خفیہ دروازہ کھول سکتا ہے۔ کونسل کی مذکورہ رپورٹ میں سود کے متبادل طریقے بتا کر یہ حقیقت عیاں کر دی ہے کہ اس طریق کار کو کن حدود میں استعمال کرنا چاہیے۔

رپورٹ کے تمہیدی نکات میں ہے کہ کونسل اس امر کو ابتداہی میں واضح کر دینا ضروری سمجھتی ہے کہ اسلام کے اقتصادی نظام میں سود کا مثالی متبادل حل "نفع و نقصان میں شرکت" یا قرضِ حسن" کی صورت میں سرمائے کی فراہمی ہے۔ اگرچہ اس رپورٹ میں پیش کردہ سفارشات بڑی حد تک پی ایل ایس یعنی مشارکت کے قواعد پر مبنی ہیں، لیکن بعض سفارشات میں کچھ دوسرے متبادل طریقے مثلاً پٹہ داری، ملکیتی کرایہ داری، بیع مؤجل، سرمایہ کاری بذریعہ نیلامی بھی اپنائے گئے ہیں۔۔۔ اگرچہ یہ متبادل طریقے جس صورت میں زیر نظر رپورٹ میں پیش کیے گئے ہیں، سود کے عنصر سے پاک ہیں، تاہم اسلام کے مثالی اقتصادی نظام کے نقطہ نظر سے یہ صرف "دوسرا متبادل حل" ہیں۔ اس کے علاوہ یہ خطرہ بھی موجود ہے کہ یہ طریقے بالآخر سودی لین دین اور اس سے متعلقہ برائیوں کے از سر نو رواج کے لیے چور دروازے کے طور پر استعمال ہونے لگیں۔ ضروری ہے کہ ان طریقوں کا استعمال کم سے کم حد تک صرف ان صورتوں اور خاص حالات میں کیا جائے جہاں اس کے سوا چارہ نہ ہو۔ [16]

---

16 مجموعۃ المؤلفین، رپورٹ بلاسود بنکاری، اسلام آباد، اسلامی نظریاتی کونسل، مئی ۲۰۰۲ء، ص ۱۹۔۲۷

رپورٹ میں تجارتی بینکوں کی سرمایہ کاری پر بھی غور کیا گیا ہے۔ معیشت کے مختلف شعبوں جیسے صنعت، تجارت، زراعت، تعمیر و مواصلات، اور دوسرے شعبوں مثلاً معدنیات، بجلی، گیس، خدمات وغیرہ کے لیے شرعی تقاضوں کے مطابق سرمایہ کاری کا طریقہ کار وضع کیا گیا ہے۔ صنعتوں کو جامد سرمایہ کاری اور رواں مالیاتی اداروں کی ضروریات کے لیے تجارتی بینک سود پر قرضے فراہم کرتے ہیں۔

کونسل کی سفارشات

کونسل نے ان قرضوں کو سود سے پاک درج ذیل طریقے پر فراہم کرنے کی سفارش کی ہے:

۱۔ نفع و نقصان کی بنیاد پر قرضہ کی فراہمی، ان اداروں اور صنعتوں کے لیے جو اپنے کھاتے رکھتے ہیں اور انہیں چارٹرڈ اکاؤنٹنس کے ذریعے جانچتے بھی ہیں۔

۲۔ ملکیتی کرایہ داری، پٹہ داری یا بیع موٴجل کے ذریعے قرضے کی فراہمی، ان اداروں اور صنعتوں کے لیے جو کھاتے تو رکھتے ہیں لیکن چارٹرڈ اکاؤنٹنس سے ان کی تنقیح (آڈٹ) نہیں ہوتی۔

۳۔ عمومی شرح منافع، بیع موٴجل اور ملکیتی کرایہ داری کے تحت رقم فراہمی، ان کے لیے جو کم سرمایہ والے افراد ہوں یا جو ادارے کھاتے بھی نہیں رکھ سکتے ہوں۔

بیع موٴجل کے طریقے کی وضاحت کرتے ہوئے رپورٹ میں ایک اہم بات لکھی ہوئی ہے کہ

> اگرچہ اسلامی شریعت کے مطابق سرمایہ کاری کے اس طریقے کا جواز موجود ہے، تاہم بلا امتیاز اسے ہر جگہ کام میں لانا دانش مندی سے بعید ہوگا، کیونکہ اس کے بے جا استعمال سے خطرہ ہے کہ سودی لین دین کے از سر نو رواج کے لیے چور دروازہ کھل جائے گا۔ لہذا ایسی احتیاطی تدابیر اختیار کی جانی چاہییں کہ یہ طریقہ صرف ان صورتوں میں استعمال ہو جہاں اس کے سوا چارہ نہ ہو۔[17]

بچت کھاتوں میں جو امانتیں بینکوں کے پاس رکھتے ہیں، ان پر ایک مقررہ شرح سے منافع دینے کو ایک متغیر شرحِ منافع سے تبدیل کرنے کی سفارش کی گئی۔ کونسل نے اس ضمن میں تفصیلی وضاحت کی ہے کہ قابلِ تقسیم منافع اس طرح معلوم کیا جائے کہ پہلے انتظامی اخراجات نکالے جائیں گے، پھر اسٹیٹ بینک اور دوسرے بینکوں کی طرف سے مہیا امدادی رقم، پھر ٹیکس وغیرہ کو منہا کیا جائے گا۔ باقی جو رقم حاصل ہوگی، پورے احتیاط کے ساتھ، ان کھاتہ داروں میں تقسیم کیا جائے گا۔ کونسل نے یہ بھی تجویز دی ہے کہ بینکوں سے اپنے انتظامی اخراجات پر کڑی نظر رکھنے کا مطالبہ کیا جائے گا تاکہ انہیں کم سے کم رکھا جاسکے۔[18]

مرکزی بینکاری اور زر کی حکمت علمی سے متعلق اپنی رائے کا اظہار کونسل نے اس طرح کیا ہے کہ

---

17 ایضاً، ص ۱۷

18 محولہ بالا رپورٹ بلا سود بنکاری، ص ۵۷

> اسٹیٹ بینک زر کی حکمت عملی کے لیے جن دستاویزات اور طریقوں (Monetary Policy Instruments) سے کام لیتا ہے، وہ غیر سودی نظام میں جوں کے توں بر قرار رہیں گے۔ اگر کسی میں سود کا عنصر پایا جائے گا تو اسے نفع و نقصان میں شرکت کی بنیاد پر بدل دیا جائے گا۔ مثلاً مرکزی شرح سود پر بحث کرتے ہوئے کونسل کے مقرر کردہ پینل کے تمام اراکین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اسے نفع و نقصان میں حصہ داری کی شرط سے بدل دینا چاہیے۔([19])

اسلامی نظامِ معیشت کے لیے حکومتی سطح پر لین دین کے معاملات (Government Transactions) اور اس سے متعلق امور پر بہت غور و خوض کیا گیا۔

جن امور اور معاملات کو سود سے پاک صاف رکھنے کے لیے چند تجاویز پیش کی ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی طرف سے لیے جانے والے داخلی قرضے
۲۔ حکومت کے غیر ملکی قرضے (وقتی اجازت دی گئی)
۳۔ میونسپل اداروں اور خود مختار کارپوریشنوں کے قرضے
۴۔ پراویڈنٹ فنڈ
۵۔ تقاوی قرضے (آفتِ ناگہانی اور زرعی ترقیاتی قرضے)
۶۔ سرکاری ملازمین کو قرضے
۷۔ تعزیری سود کا اطلاق

تنقیدی نظر

انٹرنیشنل اسلامک یونی ورسٹی کے ادارے بین الاقوامی ادارہ برائے اقتصاد اسلامی نے مئی۔ جون ۱۹۹۷ء میں اسلامی معیشت اور بینکاری پر ایک ورکشاپ کا انعقاد کیا تھا جس میں جید ماہرین اور اہل علم نے اسلامی نظریاتی کونسل کی اس بلا سود بنکاری رپورٹ کا تفصیلی و تنقیدی جائزہ لیا گیا۔ اس کانفرنس میں شریک اہل علم و ماہرینِ اقتصادیات نے اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف سے پیش کردہ تجاویز پر اپنے تحفظات کو بیان کیا ہے۔([20])

کونسل کی رپورٹ کی روشنی میں یکم جنوری ۱۹۸۱ء سے حکومت پاکستان نے بلا سود بینکاری کے آغاز کا اعلان کیا اور ہر بینک میں "غیر سودی کاؤنٹر" کھول دیے گیے۔ اس پر ممتاز عالم دین اور اسلامی اقتصاد کے ماہر مفتی محمد تقی عثانی نے بھی ایک تنقیدی جائزہ لیا ہے اور اپنے شدید تحفظات کا اظہار کیا تھا۔ وطن عزیز کی معاشیات و اقتصادیات کو سودی نظام سے پاک کرنے کے لیے کونسل کی کاوش انتہائی اہمیت کی حامل اور قابلِ قدر ہے۔ اب قابل قدر اور فوری توجہ کا کام یہ

---

[19] ایضاً، ص ۸۳

[20] اس کانفرنس کی روئداد اور تفصیلی مقالات، تحفظات و تجاویز درج ذیل کتاب میں شائع ہوئی ہیں:
IIIE's Blueprint of Islamic Financial System IIUI, 1997, pp 23-27

ہے کہ کونسل کی سفارشات سے رہنمائی لیتے ہوئے حکومت اپنے نظامِ معیشت کی تشکیلِ نو کرے تاکہ اسلامی نظریے کی بنیاد پر حاصل کی جانے والی مملکت کا معاشی نظام شریعت کے تابع ہو۔

قوانین بیمہ اور اسلامی نظامِ تکافل

کونسل نے بیمہ کمپنیوں کے نظام کو تفصیل کے ساتھ دیکھا، بیمے کی تمام رائج اقسام پر شریعت اسلامی کی روشنی میں غور و فکر کرنے اور طویل بحث اور مباحثے منعقد کیے اور اس نتیجہ پر پہنچی کہ پاکستان میں رائج بیمہ قوانین میں درج ذیل قوانین شریعت کے مطابق ہیں:

۱۔ جنگی زخموں (بیمہ معاوضہ جات) کا ایکٹ ۱۹۴۳ء

۲۔ ہنگاموں کے نقصانات کا بیمہ آرڈیننس ۱۹۴۷ء

۳۔ سوشل انشورنس برائے ملازمین آرڈیننس ۱۹۶۲ء

۴۔ جنگی خطرات کا بیمہ آرڈیننس ۱۹۷۱ء

۵۔ بڑھاپے میں امداد برائے ملازمین ایکٹ ۱۹۷۶ء (بعض ترامیم کے ساتھ)

اسلامی نظریاتی کونسل نے ان اسکیموں کے شریعت سے ہم آہنگ ہونے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ یہ فنڈ حکومت کی طرف سے تکافلی رفاہی بنیادوں پر چلائے جاتے ہیں اور ان میں تجارت کا کوئی عنصر شامل نہیں ہوتا اور نہ ان میں سود، قمار اور اکل حرام جیسے قبیح عناصر ہی شامل ہیں۔ قمار بازی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شیطانی عمل قرار دیا ہے، اور اس سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے سبب تمہارے آپس میں دشمنی اور رنجش ڈلوا دے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے تو تمہیں (ان کاموں سے) باز رہنا چاہیے۔ قرآن مجید میں شراب، جوا، بتوں کے تھان اور جوا کے تیروں کو ناپاک (نجس) قرار دیا گیا ہے۔ [21]

اسلامی نظریاتی کونسل کی رائے میں باقی قوانینِ بیمہ اور بیمہ کا موجودہ نظام سود (الربوٰ)، قمار بازی (المیسر)، اور اکلِ حرام کی بنیاد پر جائز نہیں۔ سود سے متعلق اللہ تعالیٰ کے واضح احکام موجود ہیں قرآن پاک میں ارشادِ باری ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ اتَّقُواْ اللهَ وَذَرُواْ مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِيْنَ ۔ [22]

”مومنو! اللہ سے ڈرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا سُود باقی رہ گیا ہے اُس کو چھوڑ دو۔ اگر ایسا نہ کروگے تو خبردار ہو جاؤ (کہ تم) اللہ اور رسول سے جنگ کرنے کیلئے (تیار ہوتے ہو) اور اگر توبہ کر لوگے (اور سود چھوڑ دوگے) تو تم کو اپنی اصل رقم لینے کا حق ہے جس میں نہ اوروں کا نقصان اور نہ تمہارا نقصان۔“

غرر (Uncertainty) سے مراد ایسا معاملہ ہے جس کے انجام کا پتہ نہ ہو۔ غرر اس خطرہ کا نام ہے جس کے ہونے اور نہ ہونے کا شک مساوی درجے پر موجود ہو۔ آقائے دوجہاں صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ایسے تمام معاملات کو ممنوع و حرام قرار دیا ہے جس میں دھوکہ اور غرر موجود ہو۔

[21] القرآن، سورت المائدہ ۵:۹۰

[22] القرآن، سورت البقرۃ ۲:۲۷۸۔۲۷۹

نظامِ تکافل کا خاکہ

کونسل نے بیمے کے نظام کو اسلامی احکام کے مطابق کرنے کے لیے نظامِ بیمہ کا سود، غرر، قمار، اور اکل حرام جیسے عناصرِ قبیحہ سے پاک ہونا ضروری قرار دیا ہے۔ اور اسے باہمی امداد یعنی اجتماعی تعاون اور تکافل کے اصولوں پر متعارف کروانے کی سفارش کی۔ عملی نفاذ کر لیے کونسل نے اسلامی نظامِ تکافل کا خاکہ وضع کیا ہے۔

کونسل نے دو تکافل کے پروگرام تجویز کیے ہیں:

۱۔ عمومی تکافل ۲۔ خصوصی تکافل

عمومی تکافل سے مراد وہ قلیل المدت معاہدات ہیں جن کا مقصد بیمہ دار کو حادثے کے نتیجے میں پہنچنے والے نقصان کی تلافی کرنا ہے۔ یہ تلافی عموماً ایک متعین رقم کی ادائیگی میں ہوتی ہے، عمومی تکافل فنڈ میں جمع کرائی جانے والی رقم ناقابلِ واپسی ہوتی ہے اور یہ رقم فنڈ کے حق میں چندہ تصور کی جاتی ہے۔ یہ معاہدہ عام طور پر ایک سال کی مدت کے لیے کیا جاسکتا ہے۔ عمومی تکافل میں جہازوں میں لدے سامان ومال کا بیمہ اور بری، بحری، اور فضائی جہاز کے سفر کا بیمہ وغیرہ شامل ہیں۔

خصوصی تکافل طویل المیعادی بیمہ کہلاتا ہے۔ یہ انسانی زندگی، گاڑیوں، مشینوں اور جہاز وغیرہ کا ہوتا ہے۔ اس کی مدت ایک سال سے زیادہ ہوتی ہے۔ بیمہ دار کی طرف سے ادا کردہ رقم سے ایک تکافلی فنڈ قائم کیا جاتا ہے۔ اس رقم کے دو حصے کیے جاتے ہیں۔ ایک حصہ اسلامی تمویلِ طریقہ کار کے مطابق مشارکت یا مضاربت کی بنیاد پر کاروبار میں لگایا جاتا ہے اور اس کاروبار سے حاصل شدہ نفع اصل رقم کے ساتھ ملا کر بیمہ دار کو یا اس کے ورثاء کو واپس کر دیا جاتا ہے۔ بیمہ دار سے حاصل شدہ رقم کا دوسرا حصہ تبرع اور چندہ وصدقہ تصور کیا جاتا ہے جو ناقابل واپسی ہوتا ہے اور اجتماعی ومشترکہ مفاد میں رقم صرف کی جاتی ہے۔ فنڈ کے پہلے حصے سے بیمہ داروں کو منافع کی تقسیم ہوتی ہے اور دوسرے حصے کے چندے وتبرع کی رقم سے بیمہ داروں کے نقصان کی تلافی کی جاتی ہے۔ منافع والی رقم دوسرے فلاحی مقاصد کے لیے بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔

اسلامی تکافل وبیمہ کا یہ عملی خاکہ قابل عمل اور جامع ہے کیوں کہ اس خاکہ کی تیاری میں فقہاء کے ساتھ بیمہ کمپنیوں کے تجربہ کار ماہرین بھی شریک تھے جو ملکی قوانین اور عملی مشکلات سے واقف کار ہوتے ہیں اور ایسی تجاویز اور طریقہ کار تجویز کرتے ہیں جو انتہائی مفید اور قابل عمل ہوتی ہیں۔ کونسل کا مجوزہ اسلامی تکافل خاکہ موجودہ نظامِ بیمہ کی جنرل انشورنس سے مماثلت رکھتا ہے اور خصوصی لائف انشورنس سے قریب دکھائی دیتا ہے۔